در فصوص الحکم را از زبان او می نویسند و لہذا تعجب بر میگیرند
انتہی اور یہی شاہ صاحب نے تحفۂ اثنا عشریہ کی مکائد شیعہ میں
لکھا کہ سی و ششم آنکہ یکی دو بیت در اشعار کبرای سُنیان الحاق
نمایند بمضمونی کہ صریح در تشیع باشد و مخالف مذہب اہل سنت
باشد بہمان وزن و قافیہ و لغت مصنوع سازند و گویند اہل سنت
بنا بر خفت و خجالت خود این ابیات را حذف نمودہ اند این ماجرا اکثر نسبت
مقبولان اہل سنت مثل شیخ فریدالدین عطار و شیخ اوحد و شمس الدین
تبریزی و حکیم سنائی و مولانا روم و حافظ شیرازی و حضرت خواجہ
قطب الدین دہلوی و امثال ایشان رو دادہ و باشعار امام شافعی نیز
قدمای ایشان سہ بیت الحاق کردہ اند انتہی بلکہ مسئلہ وحدت وجود کے
بہی قائل تہی جیسا کہ دلالت کرتا ہی یہہ کلام اونکا تفسیر عزیزی میں
یعنی تفسیر سورہ مزمل میں عبارتہ ہذہ و از عجائب تفسیرات آنست کہ
بعضی از صوفیان قول ثقیل را بہ مسئلہ توحید وجودی تفسیر کردہ اند
کہ فہمیدن آن بر عوام نہایت دشوار است و گفتہ اند سو طور ورا
طور العقل انتہی اور جو ان بزرگان دین کو مسلمان جانے اوسکو بہی

کافر کہتی ہین حکم ان مکفرین کا کیا ہی بینوا توجروا فقط

جواب

حکم انکا موقوف ہی اسپر کہ مسئلہ وحدت وجود کا ایا کفر ہی یا نہین پس ضرور ہوا اول بیان مسئلہ وحدت وجود کا تو کہ معلوم اور واضح ہو اوس سے حکم مکفرین کا جاننا چاہیی کہ وحدت وجود جو مفہوم ہی عبارات ائمہ سے مسئلہ کیسی اوسکی معنی یہہ ہین کہ وجود جہانین واحد ہی کہ نام اوسکا واجب الوجود ہی اور ماسوا اسکے واجب الوجود کے عکوس ہین کہ نام اونکا ممکن الوجود ہی بیان اسکا یہہ ہی کہ واجب الوجود کی لئی پانچ تنزلات ہین کہ اوسکو اصطلاح صوفیہ مین تنزلات خمسہ کہتی ہین تعین اول مسمی بوحدت ہی اور تعین ثانی مسمے بواحدیت اور تعین ثالث مسمی بتعین روحی اور تعین رابع مسمی بتعین مثالی اور تعین خامس مسمی بتعین جسدی اور تعین اول کہ مسمے بوحدت کے عبارت ہے علم اجمالی سی اور تعین ثانی کہ مسمے بواحدیت ہی عبارت ہی علم تفصیلی سی اور اس تعین ثانی کو اعیان ثابتہ اور حقایق ممکنات کہتی ہین یعنی یہہ تعین ثانی کہ عبارت ہی علم تفصیلی سی حقایق

ممکنات ہی اور تعینات ثلثہ باقیہ عبارت ہین عکوس ان حقایق
اور اعیان ثابتہ سے اور ان دو تعین یعنی تعین اول و تعین
ثانی کو مرتبہ وجوب مین ثابت کرتی ہین کیونکہ وہ عبارت ہین علم سے
اور ان تعینات ثلثہ باقیہ کو تعینات خارجیہ کہتی ہین کیونکہ وہ عبارت
ہین عکوس سے نہ عبارت ذات واجب سے اور نہ عبارت علم واجب سے
اور ان تعینات ثلثہ خارجیہ یعنی تعین روحی اور تعین مثالی اور تعین جسدی کو
مرتبہ امکان مین ثابت کرتی ہین کیونکہ وہ عبارت ہین عکوس سے نہ
عبارت ذات اور علم سے اور ان تعینات خارجیہ امکانیہ کو محل ترتب
آثار اور محل تکلیف احکام ثواب اور عذاب کا جانتی ہین نہ اعیان
ثابتہ کو کیونکہ وہ اعیان ثابتہ عبارت ہین علم سے جدا نہین ہین
ذات واجب سے بخلاف تعینات خارجیہ امکانیہ کی کیونکہ وہ عبارت
علم اور ذات واجب سے نہین ہین بلکہ وہ عبارت ہین عکوس سے
اور کلمہ ہمہ اوست کا باعتبار اعیان ثابتہ یعنی حقایق ممکنات ہی
کہ وہ صور علمیہ ہین نہ بہ معنی کہ یہہ جمیع موجودات خارجیہ عین واجب
تعالے کے ہین کیونکہ وہ تعینات خارجیہ کو مرتبہ امکان مین ثابت کرتے

ہین اور ذات واجب کو مع صفات مرتبہ وجوب مین ثابت کرتے
ہین اور بیان اس اجمال کا یہ ہی کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی
رحمۃ اللہ علیہ کہ پیران پیر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبد العزیز
صاحب اور معاصر شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی ہین اپنی مکتوبات
مین بیان فرماتی ہین بطریق نقل کی ائمہ اور تابعان ائمہ اس مسئلہ کی
و عبارتہ ہذہ و اکثر صوفیہ علی الخصوص متاخران ایشان ممکن را عین
واجب تعالی دانستہ اند و صفات و افعال آنہا عین صفات و افعال واجب تعالی
انگاشتہ میگویند و اللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست و مقتدای ایشان
درین باب کشف و شہود است و درین امر آنچہ برین فقیر ظاہر ساختہ تفصیل
نماید اول مذہب شیخ محی الدین بن عربی کہ امام و مقتدای متاخران
صوفیہ است درین مسئلہ بیان میکند و بعد ازان آنچہ منکشف گشتہ است
در تحریر می آرد تا فرق درمیان ہر دو مذہب بروجہ اتم حاصل گردد
شیخ محی الدین بن عربی و تابعان او میفرمایند کہ اسما و صفات واجب تعالی
عین ذات تعالی اند و ہمچنین عین یکدیگر نیز اند مثلا علم و قدرت چنانچہ
عین ذات اند عین یکدیگر نیز اند پس در آن موطن ہیچ اسم و رسم

تعدد و تکثر نباشد و تمایز و تباین نبود نهایت ما فی الباب آن ہما
وصفات و شیون و اعتبارات در حضرت علم تباین و تمایز پیدا کرده
اجمالا و تفصیلا اگر تمیز اجمالیست معبر به تعین اول ست و اگر تفصیلی
مسمی به تعین ثانیست و تعین اول را وحدت می نامند و آنرا حقیقت
محمدی میدانند و تعین ثانی را احدیت میگویند و حقایق سایر ممکنات
می انگارند و این حقایق ممکنات را اعیان ثابته میدانند و این دو
تعین علمی که وحدت و احدیت اند در مرتبه وجوب اثبات مینماید
و میگویند که این اعیان ثابته بوئی از وجود خارجی نیافته اند و در خارج
غیر از احدیت هیچ موجودی نیست و این کثرتیکه در خارج می نماید
عکس آن اعیان ثابته است و ثواب و عذاب ابدی بر آن مرتب
باشد و این کثرتیکه در خارج نمودی پیدا کرده است بسه قسم منقسم
است قسم اول تعین روحی است و قسم دوم تعین مثالی و قسم
سوم تعین جسدی که بشهادت تعلق دارد و این تعینات را تعینات
خارجیه میگویند و در مرتبه امکان اثبات می نمایند و تنزلات خمسه
عبارت ازین تعینات پنجگانه است و چون در علم و خارج غیر از

ای کثرت عکوسیه ۱۲

ذات واجب تعالی و غیر از اسماء و صفات واجبی که عین ذات اند نزد
ایشان ثابت نشده است و صور علمیه را عین فی صورت دانسته اند
مشبح آن و ہمچنین صور منعکسه اعیان ثابته را عین آن اعیان تصور
کرده اند مثال آن ناچار حکم باتحاد نموده اند و ہمه اوست گفته
اند ست بیان مذہب شیخ محی الدین در مسئله وحدت وجود بوجه
اجمالی انتہی کلام الربانی **اقول** قول اوسکا و ہمچنین صور منعکسه را عین
آن اعیان ثابته تصور کرده اند باین طور که صورت اس زید کی عین
اور مطابق صورت اوس زید کی ہی که اعیان ثابته یعنی حقایق ممکنات
یعنی صور علمیه مین ہی اور صورت اس بکر کی عین اور مطابق اوس بکر
کی ہی اور اسیطرح صور جمیع موجودات خارجیه کی عین و مطابق اعیان
ثابته کی ہین نه یه معنی که یه موجودات خارجیه اور اعیان ثابته شی
واحد اور متحد ہین کیونکه موجودات خارجیه نزدیک اونکی مرتبه امکان
مین ہین اور اعیان ثابته مرتبه وجوب مین ہین جیسا که اوپر گذرا
پس کلام امام ربانی مجدد الف ثانی کی صحیح ہی چند امور مین اول یه
که مذہب جمہور صوفیه متقدمین کا خاص کر صوفیه متاخرین کا مسئله وحدت

وجود اور کلمہ ہمہ اوست کا ہی جیسا کہ دلالت کرتا ہی اسپر قول اونکا
واکثر صوفیہ علی الخصوص متاخران ایشان ممکن را عین وجوب تعالی
دانستہ اند و صفات و افعال آنہا عین صفات و افعال او تعالی می انگاشتہ
میگویند واللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست اور دوسرا یہہ کہ نزدیک صوفیہ
کی تنزلات خمسہ عبارت ہین ان تعینات پنجگانہ سی تعین اول عبارت
ہی علم اجمالی سی کہ معبر بوحدت ہی اور تعین ثانی عبارت ہی علم تفصیلی
سی کہ مسمی باحدیت ہی اور حقایق ممکنات عبارت ہین تعین ثانی سی
یعنی صور علمیہ سی اور اعیان ثابتہ ان حقایق ممکنات کو کہتی ہین پس
اعیان ثابتہ اور حقایق ممکنات عبارت تعین ثانی سی یعنی صور علمیہ سی
ہوئی اور تعین ثالث تعین روحی ہی اور تعین رابع تعین مثالی ہی
اور تعین خامس تعین جسدی ہی جیسا کہ یہہ سب مذکور ہی کلام ربانی
مین بالتصریح اور تیسرا یہہ کہ نزدیک صوفیہ کی تعین اول و تعین ثانی
مرتبہ وجوب مین ہی اور تعینات ثلثہ باقیہ مرتبہ امکان مین ہین جیسا کہ
یہہ بہی کلام امام ربانی مین بالتصریح مذکور ہی اور چوتہا یہہ کہ نزدیک
صوفیہ کی حقایق ممکنات اور اعیان ثابتہ شئی واحد مین یہہ حقایق

یعنی اعیان ثابتہ عبارت تعین ثانی ہین جیسا کہ دال ہی اوپر قول
حضرت مجدد کا و تعین ثانی را احدیت میگویند و حقایق سایر ممکنات
می انگارند و این حقایق ممکنات را اعیان ثابتہ میگویند آور پانچوان
یہہ کہ نزدیک صوفیہ کی اعیان ثابتہ خارج مین موجود نہین اور تعینات ثلثہ
باقیہ امکانیہ خارج مین نمودار ہین جیسا کہ دال ہی اوپر قول حضرت ربانی کا
و میگویند این اعیان ثابتہ بوئی از وجود خارجی نیافتہ اند و این کثرتیکہ
در خارج نماید عکس آن اعیان ثابتہ است و ثواب و عذاب ابدی بران مترتب
باشند و این کثرتیکہ در خارج نمودی پیدا کردہ است البتہ منقسم است بسہ قسم
اول تعین روحی است و قسم دوم تعین مثالی و قسم سوم تعین جسدی و این
سہ تعینات را تعینات خارجیہ میگویند و در مرتبہ امکان ثابت مینمایند
اور چہٹا یہہ کہ نزدیک صوفیہ کی محل آثار اور احکام تکلیفیہ کا یہہ عکوس خارجیہ
امکانیہ ہین نہ اعیان ثابتہ جیسا کہ دال ہی اوپر قول انکا و این کثرتیکہ
در خارج مینماید عکس آن اعیان ثابتہ است و ثواب و عذاب ابدی بران
مترتب باشند اور ساتوان یہہ کہ نزدیک صوفیہ کی یہہ تعینات ثلثہ خارجیہ
امکانیہ یعنی یہہ موجودات خارجیہ امکانیہ عکوس اعیان ثابتہ کی ہین اور عین اعیان

ثابتہ عبارت صور علمیہ سے یعنی تعین ثانی سے یعنی علم تفصیلی سے ہیں جیسا کہ
یہہ بھی کلام ربانی میں بالتصریح مذکور ہے اور علم اور موصوف متحد ہیں
بحسب الوجود کے یعنی وجود علم کا وہی وجود موصوف کا ہے نہ علیحدہ پس
وجود حقیقی واحد ہوا نہ متعدد اور آٹھواں یہہ کہ یعنی مسئلہ وحدت وجود اور
کلمہ ہمہ اوست کے امام ربانی نے نقل کئے ہیں ائمہ اس مسئلہ کے سے اور تابعان
انکے سے جیسا کہ دلالت کرتا ہے اسپر قول حضرت ربانیہ کا کہ شیخ محی الدین
ابن عربی و تابعان او میفرمایند الخ حاصل ان معنی کا یہہ ہے کہ نزدیک
صوفیہ کے یہہ موجودات خارجیہ امکانیہ عکوس اعیان ثابتہ کے ہیں اور
اعیان ثابتہ عبارت صور علمیہ سے اور صور علمیہ عبارت ہیں علم تفصیلی
سے اور علم نہ عین ذات تعالی کا ہے بحسب المفہوم اور نہ غیر اوسکا بحسب الوجود
پس صحیح ہوا حمل لان الحمل ہو اتحاد المتغائرین فی المفہوم بحسب الوجود
کقولنا زید قائم چنانچہ خود مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ نے جو ائمہ
اس مسئلہ کے سے ہیں تصریح کی ہے ساتھہ بعینہ انہیں معنی کے اپنی کتاب
لوائح میں اور فرمایا ایک لائحہ میں صفات تعالی غیر ذات اند من حیث التعقل
و عین ذات اند من حیث التحقق و الحصول شعر از روی تعقل ہمہ غیر صفات

باذات تو از روی تحقق همه عین انتهی اسپر فرمایا لائحه ذو سیرمین حقیقت
هر شی تعین وجود ست در حضرت علم باعتبار ثانی که آن مظهر اوست که
حقایق همیشه در باطن وجود پنهان باشند و احکام و آثار ایشان در
ظاهر وجود پیدا زیرا که زوال صور علمیه از باطن وجود محال ست والا جهل
لازم آید تعالی الله عن ذلک علوا کبیرا وصفت باعتبار مفهوم غیر موصوف
ست و باعتبار وجود عین اوست و تغایر بحسب مفهوم واتحاد بحسب وجود
موجب صحت حمل **رباعی** همسایه و همنشین و همراه همه اوست ؛ در دلق گدا
و در اطلس شه همه اوست ؛ در انجمن فرق و نهانخانه جمع ؛ بالله همه اوست
ثم بالله همه اوست ؛ انتهی پس صاف تصریح کی مولانا نی که حقایق یعنی
اعیان ثابته عبارت هین علم سی باعتبار ثانیکی یعنی باعتبار تعین ثانی
کی یعنی علم تفصیلے سی اور اعیان ثابته یعنی حقایق وجود ظاهری کی
موجود نهین هین جیسا که دال هی اسپر قول اونکا حقیقت هر شی تعین
وجود ست در حضرت علم باعتبار ثانی که آن مظهر اوست که حقایق
همیشه در باطن وجود پنهان باشند انتهی اور تصریح کی که یه موجودات
خارجیه عکوس اعیان ثابته کی هین جیسا که دال هی اسپر قول اونکا حقیقت

ہر شئی با تعین موجود است در حضرت علم باعتبار ثانی کہ آن مظہر او ست
انتہی یعنی تعین ثانی یعنی اعیان ثابتہ مظاہر اشیا کی ہین یعنی موجودات خارجیہ
عکوس اعیان ثابتہ کی ہین کہ وہ عبارت ہین تعین ثانیسی یعنی صور علمیہ سی
اور تصریح کی کہ آثار اور احکام تکلیفیہ مرتب موجودات ظاہریہ پر ہین نہ اعیان
ثابتہ پر اسواسطہ کہ یہہ احکام مرتب ہین اوپر وجود منفصل کی اور زوال اعیان
ثابتہ کا یعنی زوال صور علمیہ کا اور منفصل ہونا اونکا وجود علمی سی محال ہی
والا لزم الجہل تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا جیسا کہ دال ہی اوپر قول اونکا
واحکام وآثار ایشان در ظاہر وجود پیدا زیرا کہ زوال صور علمیہ از باطن
وجود محال ست والا جہل لازم آید تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا انتہی اور
انہین معنی کی طرف اشارہ کیا ہی جناب شاہ عبد العزیز نی اپنی تفسیر عزیزی مین

وعبارتہ ہذہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہل اتی علی الانسان حین من الدہر
یعنی آیا گذشتہ است بر انسان وقتی از اوقات کہ لم یکن شیئا مذکورا نبود
چیزیکہ مذکور کردہ شود حاصل آنکہ نوع انسان در عالم موجود نبود بلکہ نام ونشان
او ہم بر زبان وا ذہان ملائکہ وجن جاری وساری نبود وجود ذہنی وجود
لفظی ہم نداشت تا بوجود خارجی چہ رسد گویا چنین ارشاد شد کہ وقتی از

و تا انسان وجود ذهنی و لفظی هم نداشت چه جای وجود خارجی
و تحقق انسان در علم الهی منافی این سلب مطلق نیست زیرا که علم الهی بالاتر
از ظرف دهر است و هم چنین تحقق او در مرتبه شیون ذاتیه او تعالی و مرتبه اعیان
ثابته نیز منافی این سلب مطلق نیست زیرا که آنجا نفی وجود انفکاکیست و در آن
مرتبه وجود اتحادی داشت لهذا از حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی الله
عنه بروایت صحیحه مرویست که چون این آیت را از قاری می شنید میفرمودند
یا لیتها تمت یعنی ای کاش اینحالت تمام شود و از آن جا که سفر کرده ایم
هم آنجا باز رسیم و کثرت در وحدت متلاشی گردد و حباب آسا در دریای
بیپایان زلال نیست و نابود گردیم و علمای ظاهر این روایت را بمعنی دیگر
حمل کنند و گویند که مراد حضرت امیر المومنین آن بود که کاش همین حالت دایم
می ماند و انسان مخلوق نمی شد تا در ورطه خوف و رجا نمی افتاد و بار
تکلیف بر دوش او نمی نهاد لیکن بر عاقل پوشیده نیست که حکمتهای الهی
در خلقت انسان نصیب این قسم عرفای کاملین می شد با این آرزو از ایشان
هرگز متصور نیست انتهی کلام شاه عبد العزیز دهلوی اور تصریح کی مولانا نے باینطور
که معنی صحت حمل ہمہ اوست یہ ہیں نہ وہ معنی کہ جہال اور ناواقف لوگ طرف

صوفیہ کرام کی نسبت کرتی ہیں پس ثابت اور واضح ہوا بما ذکر ہی کہ مسئلہ
وحدت وجود اور ہمہ اوست کا موافق شرع شریف کی ہی نہ مخالف کیونکہ ان
کسی طرح کی قباحت شرعیہ متصور نہیں ہی پس معلوم ہوا اس سے کہ جو کہ مکفر ان
اکابر مذکورین فی الصدر کا بنا بر مسئلہ وحدت وجود کی مخطی محض ہی اور مکفر
مسلم پر اطلاق کفر کا حدیث شریف میں موجود ہی عن ابی ہریرۃ قال قال
رسول اللہ صلعم من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک الا حار علیہ
متفق علیہ وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلعم لا یرمی رجل رجلا بالفسوق
ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک رواہ البخاری کذا فی
المشکوۃ پس اہل اسلام کو اس سے بچنا لابد ہی کیونکہ ایسا نہو کہ غیر کو کافر
بنانی سے خود آپ کافر ہو جاوی لہذا در مختار میں مذکور ہی کہ لا یفتی بتکفیر مسلم
مہما امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک
روایۃ ضعیفۃ کما حررہ فی البحر انتہی لیکن مخفی نرہی کہ یہہ مسئلہ مثل جبر وقدر کے
نہایت مشکل ہی کہ عوام بلکہ خواص کے ذہن میں ہرگز نہیں آتا لہذا واجب ہے
نا اہل و نا واقف پر کہ بچی مطالعہ اور سماع ایسی مسائل مشکلہ سی واللہ اعلم وعلمہ احکم
تمت ہذہ الرسالۃ المؤلفۃ للمولوی محمد شاہ فقط محرر عبد العزیز عفی عنہ توضیح دیگر

بدانکه شی بمعنی تمام یعنی ما یمکن ان یخبر عنه بر سه چیز اطلاق کنند اول واجب که
وجود آن ضرورت است و بعدم آن استحاله لازم می آید دوم ممتنع که عدم آن ضرورت است و بوجود آن استحاله
لازم آید سوم ممکن که وجود و عدم آن هر دو برابر است و بعد تمهید این بیان میگوید محمد صالح قدس سره که ذات
واجب را تنزلات خمسه است اندر بیان آنکه ذات من حیث هی ذات یعنی قطع نظر از ملاحظات صفات که مرتبه احدیت است از انست
باعتبار مرتبه علم که آنرا حقیقت محمدیه گویند و ملاحظه صفت وحدت گویند تنزل اول است و چون این مرتبه تعلق
و مبدأ اسما و صفات گشته تنزل ثانیست و این هر دو تنزل را واجب و قدیم گویند و چون
اسما و صفات در ظهور خود حاجت بعالم روح دارد تنزل ثالث گشته و عالم مثال مانند
رویا که در خواب بینند برزخ در عالم ارواح و اجسام است تنزل رابع گردید و مرتبه
اجسام تنزل خامس الخ و این هر سه تنزل ممکن و حادث اند و حمل ایشان بر دو مرتبه
سابق الذکر نتوان کرد که موجب کفر است زیرا که در حمل مواطاة اتحاد محمول با موضوع
خود شرط است و درین ماده مغایرت ذاتی دارند پس حمل چگونه صحیح خواهد بود بخلاف
حمل اشتقاقی که بواسطه ذو و له و فی باشد پس چون صوفیه کرام وجودیه نظر بر وجود واحد است
تنزلات ثلثه ممکنه را مثل اظلال مع وجود بوجود ذی ظل میدانند و وجود مستقل نمی دارند پس میگویند این
نیست است باعتبار منشأ خود خلاصه آنکه ممکن و حادث را دو وجود است اجمالی و تفصیلی پس ممکن بوجود اجمالی
که عبارت از منشأ شی است عین واجب است چنانچه صوفیه وجودیه گویند و وجود تفصیلی ممکنات